بلوچستان کی پاکستانی زبانوں (براہوئی، بلوچی اور پشتو) کے اسلامی ادب پر ایک نظر

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر

(۱) فرقان حمید کے تراجم وتفاسیر

ترجمہ: قرآن مجید بزبان بلوچی

مترجم: مولانا میاں حضور بخش جتوئی (اپنے دور کے جید عالم اور بہت بڑے شاعر۔۔۔ چالیس کے قریب تصانیف، اکثر بلوچی میں منظوم تراجم، بعض دینی کتب کا بلوچی میں منظوم ترجمہ کیا، شاعری خالص دینی و مذہبی۔۔۔ (نغمہ کوہسار، عبدالرحمن غور، کوئٹہ ۱۹۶۸ء ص ۱۷۷۔۱۷۸) کتب کی فہرست مولانا عبدالباقی درخانی مرحوم نے ۱۹۸۳ء میں ڈاکٹر عبدالرحمن براہوئی کو مہیا کی تھی۔ بلوچستان میں دینی ادب، خطی، ص ۲۲۶ تا ۲۲۸)۔

قرآن مجید کا یہ پہلا بلوچی ترجمہ ہے جو جمادی الاول ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں مکمل ہوا اور ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں ہندوستان سٹیم پریس میں چھپ کر ڈھاڈر بلوچستان سے شائع ہوا۔ صفحات ۱۲۲۴ ترجمہ کے وقت مترجم کے پیش نظر شاہ ولی اللہؒ (م ۱۱۸۶ھ / ۱۷۶۲ء) شاہ رفیع الدینؒ (م ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء) اور شاہ عبدالقادرؒ (م ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۴ء) کے تراجم قرآن پاک تھے۔ ان کے مطالعہ کے بعد آپ نے مغربی بلوچی میں یہ ترجمہ کیا۔ ماہرین کی رائے میں مولانا جتوئی نے اپنا جداگانہ انداز اپنایا۔ اور اس کا مکمل طور پر پتہ نہیں چلتا کہ متذکرہ بالا تراجم سے استفادہ کیا گیا ہے۔

برصغیر میں مطالعہ قرآن، بلوچستان میں قرآن کے تراجم و تفاسیر، پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر، فکر و نظر (خصوصی اشاعت) اسلام آباد، جلد ۳۶، شمارہ ۳، ۴، رمضان ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ / محرم، صفر ۱۴۲۰ھ جنوری۔ مارچ۔ اپریل۔ جون ۱۹۹۹ء ص۔ص ۳۵۴۔۳۵۷، ۳۶۲۔۳۶۹۔

سورہ یٰسین بزبان بلوچی

مترجم: حضور بخش جتوئی، سن طباعت واشاعت اور پریس کا نام تحریر نہیں کیا گیا۔ عربی متن کے ساتھ بلوچی ترجمہ بین السطور میں دیا ہے۔ زبان نہایت سلیس ہے۔ اس کا ہدیہ ایک روپیہ ہے۔

تبارک الذی بزبان بلوچی

مترجم: مولانا حضور بخش جتوئی، اس کا ذکر فہرست کتب مکتبہ درخانی ڈھاڈر ۱۹۴۸ء میں ہے۔ اور ہدیہ پانچ روپیہ درج ہے۔ عربی متن کے ساتھ بلوچی ترجمہ بین السطور میں چھپا ہے۔

قرآن مجید بزبان براہوئی

مترجم: علامہ محمد عمر دین پوری (۸۲۔۱۸۸۱ء۔۔۔۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء)، براہوئی زبان بلکہ بلوچستان کے کثیر التصانیف مصنف۔۔۔نور محمد پروانہ ایڈیٹر، ایلم، مستونگ کے مطابق ۴۸ اور ڈاکٹر عبدالرحمن براہوئی کے بموجب ۴۹ کتابوں کے مصنف۔۔۔تحریک خلافت کے دوران ہجرت بھی کی۔۔۔شیخ بلوچستان علامہ محمد فاضل درخانی (۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء۔۔۔۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء) کے ایک مایہ ناز شاگرد اور چچازاد بھائی مولانا عبدالحئی تھے۔ ان کے عظیم ترین شاگرد مولانا محمد عمر دین پوری تھے۔ وہ بیک وقت مصنف، مبلغ، مترجم، مفسر، مولف، فنکار اور سیاسی کارکن بھی تھے۔ (نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک بلوچستان میں، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور، ۱۹۸۳ء ص ۵۴ تا ۸۷)۔

یہ قرآن پاک کا براہوئی میں پہلا ترجمہ ہے۔ جو ۱۳۳۴ھ / ۱۶۔۱۹۱۵ء میں ہندوستان اسٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا۔ صفحات ۱۱۴۴۰ اس کی طباعت کے اخراجات وڈیرہ نور محمد بنگلزئی نے برداشت کیے اور نسخے مفت تقسیم کیے گئے۔ یہ ترجمہ عرصہ سے نایاب تھا۔ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء ہجرہ قومی کمیٹی اسلام آباد نے براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ کے تعاون سے اسے دوبارہ شائع کیا۔ بارہ صفحات (تمہید ۲ سورتوں کی فہرست ۴، اور مزید معلومات ۶) کا اضافہ کیا گیا۔ قرآن مجید کے مختلف تراجم مترجم کے زیر مطالعہ رہے۔ جن کی تفصیل اب اضافات میں دے دی گئی ہے۔ علامہ محمد عمر دین پوری نے کسی ایک مترجم یا مفسر کا اتباع نہیں کیا۔ براہوئی زبان کے ماہرین کی ناقدانہ نظر میں انہوں نے سب کے مطالعہ کے بعد براہوئی میں بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کا انداز بہت ہی دلچسپ ہے۔ سلاست اور روانی کا بھرپور مظاہرہ کیا گیا ہے۔

پارہ عم بزبان براہوئی

مترجم: علامہ محمد عمر دین پوری۔اس کا ذکر فہرست کتب مکتبہ درخانی ڈھاڈر (بلوچستان) ۱۹۸۴ء میں موجود اور ہدیہ پانچ روپیہ درج ہے۔ پارہ عم کا یہ جدا براہوئی ترجمہ دستیاب نہیں ہوسکا۔

سورۃ ملک بزبان براہوی:۔مترجم: علامہ محمد عمر دین پوری۔اس کا ذکر فہرست کتب مکتبہ درخانی ڈھاڈر (بلوچستان) ۱۹۸۴ء میں موجود اور ہدیہ پانچ روپیہ تحریر ہے۔سورہ ملک کا یہ الگ براہوئی ترجمہ دستیاب نہیں۔

سورہ فاتحہ (منظوم بزبان براہوئی)

مترجم: مولانا محمد افضل نوشکوی (ایک جیّد عالم، بلوچستان کے ضلع چاغی کے شہر نوشکی میں مقیم، وہیں ایک دینی مدرسہ افضل المدارس قائم کیا جو اب تک قائم ہے۔) سورہ فاتحہ کا یہ منظوم براہوئی ترجمہ مختلف رسائل و جرائد میں چھپا ہے۔ناقدین فن کی نظر میں یہ ترجمہ اپنے اندر علمی وادبی محاسن رکھتا ہے۔مولانا محمد افضل کی فارسی میں تین کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں۔

ترجمہ قرآن مجید بزبان پشتو

مترجم: غلام کبریا خان ترکانی، (آپ کی جائے پیدائش امرتسر، تعلیم اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ میں پائی، کوئٹہ میں ہی اقامت گزین ہوئے۔۱۹۷۴ء میں ایک کتابچہ قرآنی سزاؤں پر مبنی ''کتاب الحدود'' کے نام سے چھپوایا، اور کوئٹہ میں ایک حلقہ طالبان علم قرآن قائم کیا ہے۔جس کا مقصد نوجوانوں کو کسی ازم کی جانب مائل ہونے سے روکنا ہے۔

مترجم کے مطابق افغانستان میں شائع شدہ پشتو ترجمہ میں (جو حضرت محمود حسنؒ کے ترجمہ وتفسیر کا پشتو ترجمہ ہے) زبان و بیان کی غلطیاں تھیں اس لیے ان کی تصحیح کی گئی۔وہاں کی پشتو اور بلوچستان کی پشتو میں فرق ہے۔مترجم نے اس کو بلوچستان میں بولی جانے والی پشتو میں منتقل کیا ہے۔اس سلسلے میں مترجم کی معاونت دیوبند کے ایک فارغ التحصیل نے کی۔مگر ساتھ ہی نام کو اخفاء رکھنے کا کہا۔اس لئے کبریا صاحب ان کا نام ظاہر نہیں کرتے۔

یہ ترجمہ اب تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوا۔(بلوچستان میں دینی ادب، ڈاکٹر عبدالرحمن

براہوئی، خطی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء ص ۱۳۲)

تفسیر القرآن (بلوچی)۔۔(پہلا پارہ الم)

مفسر: قاضی عبدالصمد سر بازی (۱۹۰۲ء۔۱۳ستمبر ۱۹۷۵ء/۶رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ) سب سے پہلے آیت کا ترجمہ دیا گیا ہے۔اس کے بعد اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔قاضی عبدالصمد سر بازی کو سابقہ ریاست قلات کے محکمہ قضا کی ذمہ داریاں سونپی گیئں۔اس لیے وہ زیادہ ہی مصروف ہو گئے۔چنانچہ اس پہلے پارہ کے ترجمہ وتفسیر کو مولوی خیر محمد ندوی بلوچ نے مرتب کیا اور محرم الحرام ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء میں پاک نیوز ایجنسی تربت مکران نے اسحاقیہ پرنٹنگ پریس جونا مارکیٹ کراچی میں چھپوا کر شائع کیا۔یہ تفسیر ۸۷ صفحات پر مبنی ہے۔ ذکری فرقہ کے متعلق آپ کی دو کتابیں (ارمغان ذکریان۔کراچی ،۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء۔تبر اسلام برکہور ذگریاں۔کراچی ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) شائع ہوئیں۔آپ کی ایک اور کتاب فتح مبین ۱۹۷۵ء میں چھپی(کچکول (بلوچی) الحاج مولوی خیر محمد بلوچ ندوی کراچی ۱۹۷۸ء ص۷۱)۔دیوان سر بازی (ترتیب وتدوین: عبدالستار عارف قاضی)۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ میں کراچی سے چھپا۔

قرآن مجید (بلوچی ترجمہ وتفسیر)

مترجم ومفسر: قاضی عبدالصمد سر بازی و مولانا خیر محمد ندوی بلوچ۔قرآن مجید کے اس بلوچی ترجمہ کے لیے خان قلات میر احمد یار خان مرحوم نے ۱۳۵۵ھ/اگست ۱۹۳۲ء میں کہا تھا۔قاضی القضاۃ حضرت مولانا قاضی عبدالصمد سر بازی پانچ سال میں صرف انیس پاروں کا ترجمہ اور پہلے پارہ کی تفسیر تحریر کر سکے۔عدلیہ کی ذمہ داریوں کی وجہ سے وہ اس اہم کام کو مکمل نہ کر سکے۔بعد کے گیارہ پاروں کا ترجمہ مولانا خیر محمد ندوی بلوچ (بلوچی کے مشہور و معروف ادیب، مدیر ماہنامہ سوغات بلوچی کراچی)، (جاری کردہ اگست ۱۹۷۸ء)

یہ درحقیقت شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (م ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء) کی تفسیر کا بلوچی ترجمہ ہے۔ ابتداء کے چند صفحات پیش لفظ اور مترجمین کے احوال زندگی اور دیگر معلومات کے لیے وقف کیے گئے ہیں۔مولانا احتشام الحق آسیا آبادی نے اسے بڑے اہتمام سے اعلیٰ کاغذ پر آفسٹ کی طباعت اور رگیزین کی خوبصورت جلد کے ساتھ الجمعیۃ المرکزیہ الدعوۃ الاسلامیہ تنجگور اور جمعیۃ انصار السنۃ المحمدیہ تربت مکران کی جانب سے پیش کیا ہے اسے اسحاقیہ پرنٹنگ پریس کراچی نے طبع کیا۔

اس بلوچی ترجمہ وتفسیر کے بارے میں روزنامہ جنگ کراچی (جمعہ ایڈیشن ۱۲ فروری ۱۹۸۶ء) نے لکھا تھا:

''بلوچی بولنے والے ایسے لوگ جو دوسری زبانوں سے نا آشنا ہیں۔ان کے لئے یہ ترجمہ وتفسیر نعمت سے کم نہیں ہے۔ وہ اس کے مطالعہ سے قرآنی احکامات وتعلیمات سے آگاہ ہوتے ہوئے خدا کے آخری پیغام کو سمجھ سکتے ہیں اور اس پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں''

قرآن مجید ترجمہ وتفسیر (قلمی بلوچی)

مترجم ومفسر: مرزا فیض اللہ خان یوسف زئی (۱۹۰۶ء۔۱۱۔اکتوبر ۱۹۸۱ء۔وطن مالوف دالبندین ضلع چاغی بلوچستان) اپنی زندگی میں صرف تین پاروں کا مکمل ترجمہ وتفسیر لکھ سکے۔جن کا مسودہ طاہر محمد خان ایڈووکیٹ (سابق وزیر اطلاعات حکومت پاکستان) کوئٹہ کے پاس موجود ہے۔ان تین پاروں میں سب سے پہلے آیت کا بلوچی ترجمہ ہے اور حاشیہ میں مختصر تفسیر بلوچی ہے۔آپ کے زیر مطالعہ کون کون سی تفاسیر رہیں اس کا ذکر موجود نہیں۔ ماہرین فن نے آپ کے اندازِ ترجمہ وتفسیر کو سراہا ہے۔

قرآن مجید (ترجمہ وتفسیر بلوچی۔قلمی مکمل)

مترجم ومفسر: الحاج عبدالقیوم بلوچ ایم۔اے (انگریزی) ایل۔ایل۔بی ۸۔اگست ۱۹۲۵ء کو پنجگور مکران ڈویژن بلوچستان میں پیدا ہوئے۔آپ کے آباؤ اجداد حضرت عمرؓ کے زمانہ میں موسیٰ اشعری کی فتح کے وقت مکران آئے تھے۔

قرآن مجید کا بلوچی زبان میں ترجمہ وتفسیر مکمل کر چکے ہیں۔اشاعت کا بندوبست کر رہے ہیں۔آپ نے ۱۹۔اپریل ۱۹۹۷ء کو مجھے لکھا ہے۔''اب مسودہ عزت اکیڈیمی پنجگور کے پاس ہے۔وہ سیپارہ سیپارہ مولوی مولا بخش صاحب کو معائنہ اور ایڈیٹنگ کے لیے دے رہے ہیں۔محترم سید فصیح اقبال سابق سینیٹر نے اپنے فنڈ سے اس کی اشاعت کی خاطر ایک لاکھ روپیہ اکیڈیمی مذکور کو دے رکھا ہے۔'' آپ کی دوسری کتابیں جیسے بلوچی بومیا (بلوچی گائیڈ، کوئٹہ، ۱۹۶۴ء۔ضخامت۔میگزین سائز ۱۴۴ صفحات، رسولؐ ئے پھکیں زند (رسولؐ کی پاک زندگی۔کوئٹہ، ۱۹۸۰ء ۵۶ صفحات)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بلوچستان میں، ڈاکٹر انعام الحق کوثر کوئٹہ ۱۹۸۳ء ص ۳۸۰، ۳۸۱، حاجی عبدالقیوم بلوچ، صلاح الدین مینگل، مشرق، کوئٹہ، ۲۶ جولائی ۱۹۸۰ء)

(بلوچستان میں اردو، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۶۸ء، راولپنڈی ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۴ء ص ۵۸۳)

حاجی عبدالقیوم بلوچ کا خط میرے نام مورخہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۹۷ء

تفسیر اختریہ (براہوئی)

مفسر: مولانا محمد اختر، آپ کا تعلق مینگل قبیلہ سے ہے۔ آپ نوشکی (بلوچستان) کے باشندے ہیں۔

تفسیر اختریہ شروع میں جدا جدا پاروں میں چھپی اور ہر پارہ مختلف مطابع میں شائع ہوا۔ جیسے پارہ اوّل دین محمد پریس لاہور، پارہ دوم قاسمی پریس لاہور، پارہ سوم زمانہ پریس کوئٹہ، پارہ چہارم جنگ پریس کوئٹہ میں طبع ہوا۔ کئی پاروں پر پریس کا نام درج نہیں۔ تمام پاروں کو مفسر نے خود ہی شائع کیا۔ ۱۹۸۶ء میں ان تمام پاروں کو کتب خانہ مظہر کراچی نے چھ جلدوں میں چھاپا اور ہدیہ چار روپیہ رکھا۔

آغاز میں جب اس تفسیر کے چند ایک پارے چھپ کر منظر عام پر آئے تو وہ اتنے مقبول ہوئے کہ پاکستان کے علاوہ سعودی عرب، مسقط، قطر، ابوظہبی، العین، ایران، افغانستان وغیرہ میں رہائش پذیر براہویوں نے اچھی خاصی تعداد میں کاپیاں منگوائیں۔

پہلا پارہ ۱۳۹۸ھ (۱۹۷۸ء) میں چھپا۔ اور چار پانچ سال میں دوسرے سب پارے طبع ہوئے۔ تفسیر تحریر کرتے وقت آپ کے زیر مطالعہ مندرجہ ذیل تفاسیر رہیں۔

۱۔	تفسیر ابن کثیر	اسماعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی
۲۔	المظہری	مولانا ثناء اللہ پانی پتی
۳۔	الخازن	محی السنۃ علاؤالدین علی ابن محمد البغدادی
۴۔	معالم التنزیل	ابی محمد الحسنی الفراء البغوی
۵۔	النسفی	ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد ابن محمود النسفی
۶۔	جلالین	جلال الدین سیوطی (جلال الدین محلّی)
۷۔	الاتقان	ایضاً
۸۔	بیان القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی
۹۔	تفسیر عزیزی	مولانا شاہ عبدالعزیز
۱۰۔	جواہر القرآن	مولانا غلام اللہ خان

۱۱۔ تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانی

۱۲۔ ترجمہ قرآن مجید شاہ ولی اللہؒ

۱۳۔ موضح القرآن شاہ عبد القادرؒ

۱۴۔ قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

۱۵۔ تفسیر ابن عباس حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

تفسیر کے ساتھ ساتھ حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ جس سے اس کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ ماہرین فن کے خیال میں اس کی زبان واضح اور اسلوب نگارش دلپذیر ہے۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء (بلوچستان میں دینی ادب، (قلمی) ص، ۱۶۹، ۱۷۰)

تفسیر السلطان المعروف بہ تنویر الایمان (براہوئی)

مفسر: حافظ احمد ابن حافظ خان محمد (۷ ربیع الآخر ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء۔ ۲۶۔ جنوری ۱۹۷۳ء) احمد آباد (اوستہ محمد بلوچستان) میں پیدا ہوئے۔ سندھی اور اردو کی تعلیم کے بعد کوئٹہ سے بتیس میل دور مستونگ کی جامع مسجد کے پیش امام مولانا محمد صدیق سے فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں براہوئی میں لکھنا شروع کیا۔

زیر تبصرہ تفسیر پہلے تین پاروں کی تفسیر ہے۔ جن میں سے صرف پہلے پارے کی تفسیر جو ۱۵ ستمبر ۱۹۶۹ء میں مکمل ہوئی تھی۔ آپ (حافظ سلطان احمد) کی اچانک وفات کے بعد ان کے والد حافظ خان محمد نے دسمبر ۱۹۷۳ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپوا کر احمد آباد تحصیل اوستہ محمد بلوچستان سے شائع کی۔ جس کے کل صفحات ۲۳۰ ہیں۔ دوسرے اور تیسرے پارے کی تفاسیر ۲۶ اگست ۱۹۷۰ء کو مکمل ہوئیں جو غیر مطبوعہ ہیں۔ تفسیر میں پہلے اختصار سے بیان کرتے ہیں۔ پھر وضاحت کرتے ہیں۔ اور خاصا پھیلاؤ ہوتا ہے۔ ماہرین فن کے مطابق اچھے خاصے مطالعہ کے بعد تفسیر لکھی ہے۔ مفسر کی محنت کا بخوبی اندازہ لگ جاتا ہے۔ کتابت و طباعت معیاری ہے۔ حافظ سلطان احمد نے اس کم عمری میں کئی اور کتابیں بھی تحریر کیں جو زیادہ تر غیر مطبوعہ ہیں۔ (بلوچستان میں دینی ادب، خطی، ص ۱۷۲ تا ۱۷۵)

علم نابال (براہوئی)

مفسر: مولانا محمد عمر (تعلق قبیلہ دہوار سے۔ رہائش تیری مستونگ، دیوبند سے فارغ التحصیل)

یہ قرآن مجید کی سورہ علق کی تفسیر ہے۔ یہ دسمبر ۱۹۷۸ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ میں چھپی اور براہوئی اکیڈمی کوئٹہ نے اسے شائع کیا۔ ایک سو چالیس صفحات پر مبنی ہے۔ شروع میں اقراء کے ناطے سے آپ نے علم کی وقعت اور فضیلت بیان کی ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی کے الفاظ میں ''اس تفسیر میں آپ نے جو جملے استعمال کیے ہیں وہ براہوئی زبان وادب کی روانی وسلاست میں اپنی مثال آپ ہیں اور آپ کے علمی مضامین کا شہ پارہ ہیں۔ اور یہ تفسیر شاہ عبدالعزیز کی تفسیر عزیزی کی طرز پر ہے۔ اور حکایتوں کی وجہ سے مطالب پر روشنی پڑتی ہے۔'' (بلوچستان میں دینی ادب، خطی ص ۱۷۹)

مفتاح القرآن فی براھی اللسان

مفسر: علامہ محمد عمر دین پوری۔ آپ نے قرآن مجید کے مندرجہ ذیل پاروں کی تفاسیر تحریر کیں:۔

۱۔	تفسیر الم (پارہ ۱)	مطبع رفاہ عام لاہور ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء۔ ۱۲۰ صفحات	
۲۔	تفسیر سیقول (پارہ ۲)	ایضاً	ایضاً
۳۔	تفسیر تلک الرسل (پارہ ۳)	ایضاً	۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء ایضاً
۴۔	تفسیر لن تنالوالبر (پارہ ۴)	ایضاً	ایضاً
۵۔	تفسیر والمحصنات (پارہ ۵)	ایضاً	ایضاً
۶۔	تفسیر وقال الذین (پارہ ۱۹)	ایضاً	۱۸۴
۷۔	تفسیر قال فما خطبکم (پارہ ۲۷)	ایضاً	۱۲۰
۸۔	تفسیر تبارک الذی (پارہ ۲۹)	ایضاً	۱۸۴
۹۔	تفسیر عم (پارہ ۳۰)	ایضاً	۱۲۰

ان سب تفاسیر کی کتابت مفسر نے خود کی ہے۔ سب سے پہلے آیت اور اس کا ترجمہ پھر شان نزول، اس کے بعد آیت کی تفسیر لکھی ہے۔ جس کے لیے مفسر نے لفظ خلاصہ استعمال کیا ہے۔ یہ براہوئی زبان میں قرآن مجید کی پہلی تفسیر ہے۔ مگر افسوس زندگی نے وفا نہ کی اور آپ پورے قرآن پاک کی تفسیر تحریر نہ کر سکے۔

مفسر ایک جید عالم تھے۔ اس لیے ناقدین کی رائے میں تفسیر عالمانہ رنگ کی مظہر ہے۔

(بلوچستان میں دینی ادب، (قلمی) ص ۱۸۱)

تفسیر تبیان القرآن افغانی

مفسر: مولانا عبدالشکور طوروی (۱۹ مئی ۱۹۱۹ء۔ جون ۱۹۸۰ء) طورو ضلع مردان (صوبہ سرحد) میں مولانا حکیم غلام رسول کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے مظاہر العلوم سہارنپور سے ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں حدیث کی سند حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل (۱۹۳۷ء) منشی فاضل (۱۹۳۸ء) پشتو فاضل (۱۹۴۲ء) اور میٹرک (۱۹۴۳ء) کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۳۔ اپریل ۱۹۳۹ء کو اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ میں عربی اور اسلامیات کے مدرس تعینات ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں آپ مرکزی جامع مسجد کوئٹہ کے خطیب مقرر ہوئے اور اپنی وفات تک یہیں رہے۔

مذکورہ تفسیر کا اشتہار آپ کی کتابیں ''دین کی باتیں حصہ اول تا چہارم مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۵۱ء میں یوں چھپا ہوا ہے۔

''قرآن پاک کی مکمل تفسیر بزبان افغانی کی گئی ہے۔ ہر آیت کا نمبر دے کر اس کے بالمقابل اس کا با محاورہ ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد سلیس پشتو میں ہر آیت کی تشریح کی گئی ہے''

ماہنامہ ''الرشید'' کے دیوبند نمبر (مطبوعہ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) صفحہ ۴۴۰ پر لکھا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تفسیر کے چند پارے غیر مطبوعہ ہیں۔

کشف القرآن (مکمل، براہوئی)

مفسر: مولانا محمد یعقوب شرودی، مہتمم جامعہ رشیدیہ و پبلک ہائی سکول سرکی روڈ کوئٹہ۔

یہ تفسیر مختلف تفاسیر کا نچوڑ ہے۔ اسی لیے بلوچستان میں زیادہ تر دینی مدارس میں اس سے استفادہ کیا جا رہا ہے یہ آٹھ جلدوں میں ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۶ تک کوئٹہ سے شائع ہوئی ہے۔ صفحات آٹھ ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ اور قیمت صرف بارہ سو روپے ہے۔ آخری جلد میں تذکرۃ المفسرین بھی موجود ہے۔ جس سے اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ساری تفسیر کئی سالوں کی محنت شاقہ کا حاصل ہے۔ اور اسے بلاشبہ قرآن پاک کا معجزہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

حرمین شریفین کے سفرنامے ترغیب الحجاج (بلوچی)-۱

مولانا حضور بخش جتوئی مترجم قرآن مجید بلوچی کی حیثیت سے بہت شہرت کے مالک ہیں۔ آپ شیخ

البلوچستان مولانا محمد فاضل درخانی (۱۲۴۶/۱۸۳۰ء_۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء) کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔

قرآن مجید کا یہ پہلا بلوچی ترجمہ ہے۔ جو جمادی الاول ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں مکمل ہوا اور ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء میں ۱۲۲۴ صفحات پر مبنی ہندوستان سٹیم پریس لاہور میں چھپ کر ڈھاڈر بلوچستان سے شائع ہوا۔ آپ چالیس کے لگ بھگ کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں۔ آپ نے کئی دینی کتب جیسے قدوری_ (امام ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد بن جعفر ۳۶۲ھ/۹۷۲ء_ ۴۲۸ھ/۱۰۳۷ء) شمائل شریف (ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ترمذی ۲۰۹ھ/۲۵_ ۸۲۴ء__ ۲۷۹ھ/۸۹۲ء) اور خلاصہ کیدانی (لطف اللہ نفی_ سن پیدائش و وفات دستیاب نہیں) وغیرہ کا بلوچی میں ترجمہ کیا۔

ترغیب الحجاج اسم بامسمٰی ہے۔ اس کا نام فہرست کتب مکتبہ درخانی ڈھاڈر بلوچستان ۱۹۴۸ء میں درج ہے۔ اور قیمت پانچ روپے تحریر ہے۔

۱۔ قافلۂ ادب اسلامی، حرمین شریفین کے سفرنامے اور بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور، زوالقعدہ ۱۴۱۹ھ/مارچ ۱۹۹۹ء ص ص ۳۹۶-۳۹۹

فی الفراق (منظوم براہوئی)

بلوچستان کے عظیم بزرگوں میں ایک اہم شخصیت شیخ بلوچستان علامہ محمد فاضل درخانی ؒ (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء__ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء) کی تھی۔ جنہوں نے میر نصیر خان نوری (۱۱۶۴ھ/ ۱۷۵۰ء____ ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء) کے عہد کے ایک جید عالم اور شاعر ملک داد ابن آدین غرشین کی روایت کو قائم و دائم رکھتے ہوئے نہ صرف براہویوں کے دلوں کو ایک بار پھر نور اسلام سے تابندہ کیا۔ بلکہ عالموں، فاضلوں، مفسروں اور مبلغوں کا ایک ایسا نامور گروہ پیدا کر دیا جس نے بلوچستان پر عیسائیت کی یلغار کو کسی طرح بھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہونے دیا۔ اس گروہ میں علامہ محمد عمر دین پوری (المتوفی ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء) کا نام نامی سرفہرست تھا۔

علامہ محمد عمر دین پوری بیک وقت مصنف، مبلغ، مترجم، مفسر، مولف اور فنکار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک علمی سیاسی کارکن بھی تھے۔ آپ نے اڑتالیس کتب براہوئی زبان میں تصنیف و تالیف کیں اور اس اعتبار سے وہ براہوئی کے سب سے بڑے مصنف ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا براہوئی زبان کا ترجمہ (۱۴۳۸ صفحات، ۱۳۳۴ھ، ۱۹۱۵ء میں طبع ہوا) ہے۔ جس کی شستگی کی تعریف کی گئی ہے۔ ''فی الفراق'' پہلی

مرتبہ بتیس صفحات پر مبنی ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں اسٹیم پریس لاہور میں چھپی اور علامہ محمد عمر دین پوری (مصنف) نے اسے خود شائع کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن چالیس صفحات پر مشتمل ۲ ستمبر ۱۹۶۸ء کو فقیر غلام حیدر بروہی نے اسٹینڈرڈ پریس سکھر میں چھپوا کر دین پور تعلقہ شکار پور سے شائع کیا۔

''فی الفراق'' میں علامہ محمد عمر دین پوری نے حج بیت اللہ کے واقعات وتاثرات بیان کیے ہیں۔ باری تعالیٰ کا شکرادا کیا گیا ہے۔ حجرا سود کا بیان کچھ اس انداز سے ہے کہ اس گنہگار کی خوش بختی ہے کہ آج وہ اس عظیم ومتبرک پتھر کو بوسہ دے رہا ہے۔ جس کو حضورؐ پاک سرور کائنات ﷺ کے مبارک ومتبرک لبوں نے بوسہ دیا تھا۔ علاوہ ازیں حج بیت اللہ، صفا ومروہ، احرام، مزدلفہ، منیٰ، غارِ ثور، غارِ حرا، مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت گاہوں کا ذکر موجود ہے۔

''فی الفراق'' میں حمد ونعت بھی شامل ہیں۔ سرورِ کونین ﷺ کی یادِ اقدس میں فراقیہ اشعار موجود ہیں۔ عنوانات کچھ یوں ہیں:

۱۔ شافی روزِ محشر رسول اللہ ﷺ کو میں ہر گھڑی یاد کرتا ہوں۔

۲۔ باری تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر اپنی رحمت اور اپنا فضل نازل کیا۔

۳۔ سب سے افضل شان حضرت مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔

۴۔ آؤ ہم نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھیں (فضیلت درود شریف)۔

۵۔ مدینہ منورہ کے صدقے جاؤں (دوسرے شہروں کے مقابلہ میں مدینہ منورہ کی فضیلت)۔

۶۔ میرا دین وایمان آپ ﷺ کے حوالے۔

۷۔ درود شریف پڑھنے والے کو ہر غم سے نجات ملی۔

۸۔ بے شک فضل رب کا اور شفقت مصطفیٰ ﷺ کی۔

۹۔ اگر دنیا میں حضور کریم ﷺ کا ظہورِ اقدس نہ ہوتا، دنیا میں دن کے وقت روشنی نہ ہوتی۔ (بلوچستان میں دینی ادب ص ص ۳۲۱، ۳۲۲) (ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، قلمی ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء)

ان عنوانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف عاشقانِ رسول ﷺ میں سے ہے۔ اسی لیے اُن کے نعتیہ اشعار دل کی گہرائی اور گہرائی سے صفحہ قرطاس پر رقم ہوئے ہیں۔

معلم الحج

(عربی، فارسی، اردو، براہوئی، سندھی، انگریزی)

حاجی گُل محمد نوشکوی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔''معلم الحج'' دوسو چالیس صفحات پر مبنی ۱۷رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ بمطابق ۶ مارچ ۱۹۶۰ء کومکمل ہوئی یہ کتاب سعید آرٹ پریس حیدر آباد میں چھپی اور مؤلف نے اسے خود نوشکی بلوچستان سے شائع کیا۔اس پر سن طباعت درج نہیں ہے۔مگر آپ نے اپنی دوسری تالیف پاسکنادور (براہوئی، مطبوعہ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) میں اس کی اشاعت کا سن ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء تحریر کیا ہے۔کتاب اسم بامسمّیٰ ہے۔اس میں مناسک حج چھ زبانوں عربی، فارسی، اردو، براہوئی، سندھی، انگریزی میں درج ہیں۔

ایک عنوان''بول چال'' ہے جس کا پھیلاؤ ۲۰۵ سے ۲۳۳ صفحات تک ہے۔اس میں عربی الفاظ کے بالمقابل براہوئی، سندھی اور اُردو مطالب درج ہیں۔ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی نے اپنی کتاب''بلوچستان میں دینی ادب (قلمی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء ص ۳۲۵) میں لکھا ہے کہ''یہ کتاب ترتیب وتدوین اور موضوع کے لحاظ سے بے حد معلوماتی ہے۔اور انداز بیان دلکش ہے۔

رفیق راہ مدینہ (براہوئی)

اس منظوم کتاب میں ایک دوست کی تعریف کی گئی ہے۔جو حج کے لیے ہمراہ گیا تھا۔کتاب میں دوست کے خطوط بھی درج ہیں۔کُل صفحات ۶۴ ہیں۔

دحج احکام (پشتو)

عبدالروف رفیقی چمن (کوئٹہ ڈویژن) کے باسی ہیں۔پشتو کے ایک معروف شاعر اور ادیب ہیں۔آپ نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے ایم فل اقبالیات کے لیے''پشتو ادب پر اقبال کے اثرات'' مقالہ تحریر کیا۔آپ نے پشتو کی ایک کتاب''د حج احکام'' مرتب کر کے شائع کرائی ہے۔

تذکرہ سیرت نگاری

(۱) نثر میں سیرت نگاری (براہوئی)

خصائل وشمائل نبوی ﷺ (براہوئی) مولف: علامہ محمد عمر دین پوری

(جن کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا براہوئی زبان میں ترجمہ ہے۔ جس کی شستگی کی تعریف کی گئی ہے) یہ کتاب نادر و نایاب ہے۔ اس کا تفصیلی تذکرہ دستیاب نہیں ہو سکا البتہ فہرست کتب مکتبہ درخانی ڈھاڈر ۱۹۴۸ء میں اس کا نام درج ہے اور قیمت تین روپے تحریر ہے۔

سیرت النبی ﷺ (گچین براہوئی) مؤلف: غلام نبی راہی، اسے حکومت پاکستان کے پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کوئٹہ نے ۱۹۷۸ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے پھیلایا۔ کل صفحات ۱۶۷، ابتدائیہ از عبدالقادر شاہوانی غلام نبی راہی نے (جو براہوئی کے نامور اہل قلم میں سے تھے) ''سیرت النبی ﷺ'' از مولانا شبلی و علامہ سید سلیمان ندوی سے بعض عنوانات کے مواد کا براہوئی میں ترجمہ کیا ہے۔ جن کا ہماری روزمرہ زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ آنحضرتؐ نے زندگی کے ہر موڑ پر مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ روئے زمین کے تمام انسانوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ غلام نبی راہی کے ترجمے کا انداز دلکش، متاثر کن اور شستہ ہے۔ وہ خواہاں ہے کہ قاری نہ صرف حضور پاک سرور کائنات ﷺ کے افکار عالیہ سے آگاہ ہو بلکہ ان پر عمل پیرا ہو کر دین و دنیا کی سعادتوں اور نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔

ترجمہ ہونے کے باوجود غلام نبی راہی کی یہ کتاب براہوئی نثری سیرت نگاری میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔

تاریخ اسلام حصہ دوم (براہوئی) مؤلف: خلیفہ گل محمد نوشکوی، ۵ شعبان ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء کو بولان مسلم پریس کوئٹہ میں چھپ کر نوشکی سے شائع ہوئی۔ اس حصہ میں بعثت نبوی ﷺ سے ہجرت نبوی ﷺ کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں حوالہ جات نہیں دیئے گئے۔ کتاب کا انداز بیان نہایت موثر اور دلکش ہے۔ مطالعہ کے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم خود اس مبارک دور میں ہیں۔

سیرت النبی ﷺ مؤلف: پروفیسر عبدالروف، احمد برادرس پرنٹرز کراچی نے چھاپی۔ براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ نے جنوری ۱۹۸۱ء میں شائع کی۔ کل صفحات ۲۷، لکھائی چھپائی معیاری، گردپوش دیدہ زیب، پیش

لفظ از غلام حیدر حسرت، چوالیس عنوانات (جیسے اٹھنے بیٹھنے کے آداب، سونے جاگنے کے آداب، غلاموں کے ساتھ محبت کا سلوک، بچوں سے شفقت، خدا کی نافرمانی کا عذاب، شکر و توکل، ایمانداری، دلاوری پرہیزگاری، رحم، اخلاق حسنہ، بندگی، نماز، زکوٰۃ اور انصاف وغیرہ) کے تحت قابل قدر معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ ان عنوانات میں ہادیٔ اسلام کی تعلیمات اور حیات طیبہ کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اور قاری کو عملی طور پر اپنانے کی جانب اکساتی ہیں۔ انداز نگارش دلچسپ، اثر پذیر اور سیدھا سادا ہے۔ یہ کتاب قابل توصیف اضافے کا درجہ رکھتی ہے۔

بندغی ناخیر خواہ (سیرت طیبہ) مؤلفہ غلام حیدر حسرت، براھوئی اکیڈمی کوئٹہ نے کراچی سے چھپائی، صفحات ۱۲۷ کتابت و اشاعت دیدہ زیب مؤلف نے چوبیس مختلف موضوعات کے تحت مختصر اور عام فہم انداز میں براہوئی میں سیرت پاکؐ کو بیان کیا ہے۔ اور زندگی کے مختلف ادوار و احوال میں اس کا خاکہ کھینچا ہے۔ عبارت میں روانی ہے اور مندرجات ہر موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں۔ براہوئی کا نثری سرمائے کی نسبت قلیل، نادر کم اور عمر ہے۔ لہٰذا براہوئی میں ایسی تالیف قابل صد آفرین ہے۔

سیرت مصطفیٰ ﷺ (انعام یافتہ) مؤلف عبدالرزاق صابر نہایت عمدہ ٹائٹل اور کاغذ پر رائل پریس کوئٹہ میں چھپی اور براہوئی سوسائٹی پاکستان کوئٹہ نے شائع کی۔ اگست ۱۹۸۵ء صفحات ۲۰۶ دیباچہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر یہ کتاب سیرت پاکؐ پر (جو کہ ایک بہت وسیع اور ہمہ گیر موضوع ہے۔ اس میں سے مشتے نمونہ از خروار کے مصداق) ایک کامیاب کاوش ہے۔ اس میں براہوائی زبان میں ہادیٔ برحق حضرت مُحمد ﷺ کی مختلف حیثیات جیسے بحیثیت مبلغ، سماجی مصلح، سپہ سالار، تاجر، حکمران اور خاتم النبیین (کل ۴۸ عنوانات) پر روشنی ڈالی ہے۔ انداز بیان متاثر کن ہے۔ عبدالرزاق صابر کی دلی خواہش ہے کہ موجودہ صدی کے مسلمان ''اسوہ حسنہ'' کو دل و جان سے اپنالیں کہ اسی میں ان کی دکھی انسانیت کی فلاح پوشیدہ ہے۔ سیرت رحمتہ للعالمین، مؤلف جوہر براہوئی، اسے براہوئی ادبی بورڈ پاکستان نے ۱۹۹۳ء میں شائع کیا، صفحات ۱۲۴۔ موضوع کے اعتبار سے نہایت اہم اور وقیع ہے۔ انداز بیان دلچسپ اور دل کو موہ لینے والا ہے۔

ماہنامہ ''احوال'' براہوئی خضدار سے ستمبر ۱۹۷۵ء میں چھپنے لگا۔ اس کے مدیر پر عبدالقادر راشیر شاہوانی تھے۔ ستمبر ۱۹۷۹ء تک باقاعدگی سے منظر عام پر آتا رہا۔ 'احوال' اور آرلس بلوچی کوئٹہ میں مطبوعہ براہوئی میں سیرت طیبہ سے متعلق مضامین کی تعداد بیس اور اسی کے قریب نعتیہ کلام موجود ہے۔

نعتیہ شاعری

تحفۃ العجائب، مصنف: ملا ملک داد ابن آدین فرشین (میر نصیر خان نوری کے عہد حکومت ۱۱۶۴ھ تا ۱۲۰۹ھ۔ ۱۷۵۰ء۔ ۱۷۹۴ء کے عربی، فارسی، پشتو، بلوچی اور براہوئی کے جید عالم اور شاعر) سال تصنیف ۱۱۸۳ تا ۱۷۵۹ء حمد یہ اشعار کا آغاز یوں ہوتا ہے جو دل سے نکلنے کے باعث بہت متاثر کن ہیں۔ ترجمہ:

ساری حمد و ثنا خدا کے لیے ہے۔ کہ وہی شاہ و گدا کا روزی رساں۔ وہ عجب رحمان اور رحیم پالنہار ہے۔ کہ غیر بارانی زمینوں کو سرسبز کر دیتا ہے۔

نعتیہ اشعار اثر و خلوص میں ڈوبے ہوئے ہیں ترجمہ:

باری تعالیٰ نے سب سے پہلے نور مصطفیٰ کو پیدا کیا
پھر رب تعالیٰ نے اپنی وحدنیت کو ظاہر کیا
رب تعالیٰ نے محمد ﷺ کو برکت والا نبی مبعوث فرمایا
آپ دُنیا و کائنات میں حق اور مبین بنا کر بھیجے گئے

اثرات؛

۱۔ یہ کتاب اور اس کا مصنف دونوں براہوئی تحریری ادب میں انمٹ نقش کے حامل ہیں۔ ملا ملک داد نے پہلی بار براہوئی زبان کو مسلم ادب اور شمولیت اسلام کے اظہار کا ذریعہ بنا کر اس کی امکانی صلاحیتوں کو اُجاگر کیا۔

۲۔ ملا ملک داد نے معاشرے میں پھیلے ہوئے غیر اسلامی اثرات کو دور کرنے کے لیے براہوئی زبان کے واسطہ سے نور اسلام پھیلانے کی تگ و دو کی۔ نتیجۃً کتاب کی تصنیف کے سترہ سال کے اندر ۱۱۹۰ھ/ ۱۷۷۶ء میں میر نصیر خان نوری نے براہویوں کی جہالت اور غیر رسمی انداز زندگی کو بدلنے کے لیے سالاوان میں ایک وفد بھیجا جس نے وہاں ایسے قوانین نافذ کیے جو شریعت اسلامیہ اور وقار انسانیہ کے لیے مفید تھے۔

۳۔ ملک داد کا اثر ہمہ گیر تھا۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز (اُنیسویں صدی کے ربع آخر) میں دُرخان (ڈھاڈر) سے تحریک نشاۃ اسلامیہ شیخ البلوچستان جناب مولانا محمد فاضل کے زیر قیادت ابھری نہ صرف لسانی بلکہ موضوعاتی اور ذہنی اعتبار سے بھی ملا ملک داد کی روایت کو لیے ہوئی تھی۔ یہ روایت اب بھی براہوئی علم وادب اور ذہن وقلب میں رچی بسی ہے۔

۴۔ قیاس چاہتا ہے کہ براہوئی کا موجودہ فارسی رسم الخط بھی ملا ملک داد کا ہی اپنایا ہوا ہے۔

عشق محمدیؐ سے سرشار مولانا محمد فاضل (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء۔۱۳۱۴ھ/۸۸۹۶) کے نامور شاگردوں میں ان کے نواسے مولانا محمد عبداللہ درخانی (۱۲۹۸ھ/۱۸۷۸ء۔۔۱۳۲۳ھ/۱۹۴۴ء) کے علاوہ مولانا نبوجان (وفات ۱۳۲۵ھ تا ۱۹۰۷ء) مولانا عبدالمجید چوتوئی اور مولانا عبدالحی تھے۔ ان سب نے نعتیہ شعر کہے ہیں۔ شمائل شریعت منظوم مؤلف محمد عبداللہ درخانی، سن تالیف ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء اور سن طباعت ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء ہے۔ اس میں حضور پاک سرور کائناتﷺ کے شمائل وخصائل کا بیان ہے۔ مؤلف نے مستند کتب جیسے شمائل ترمذی، معارج النبوۃ، نزہۃ المجالس وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

معجزات شریفہ (منظوم) مؤلف محمد عبداللہ درخانی، کراچی، ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء صفحات ۸۰، آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ پھر نعت شریف اور درود شریف پڑھنے کے فوائد درج ہیں۔ اس کے بعد ستر معجزات کا بیان ہے۔ تحفۃ الغرائب، ناصح البلوچ، نصیحت نامہ، (منظوم) مصنف: مولانا نبوجان تینوں میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ مفرح القلوب، مصنف مولانا عبدالمجید چوتوئی (فرزند ارجمند مولانا نبوخان) ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء صفحات ۵۶، کہیں کہیں مناجات اور مولود شریف درج ہیں۔ گلشن راغبین، مصنف مولانا عبدالمجید چوتوئی، کوئٹہ، سن ندارد، صفحات ۱۶۴ اس میں مناجات، نعتیہ اشعار اور مولود شریف بھی موجود ہیں۔

دارالمجیدی، مصنف مولانا عبدالمجید چوتوئی، کوئٹہ ۱۹۵۸ء (بارششم) صفحات ۱۳۶، اس میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار کے علاوہ آنحضرتﷺ کے نور کی پیدائش کا بھی خاصا ذکر (۱۴۵ اشعار) موجود ہے۔ جوش، حبیب، مصنف مولانا عبدالمجید چوتوئی، کوئٹہ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء صفحات ۱۲۰ اس کے اشعار آنحضرتﷺ کے فراق میں دل کی پہنائیوں سے نکلے ہیں۔ رواں اور شیریں ہونے کے ساتھ ساتھ درد واثر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کل خطبہ بزبان براہوئی ترجمہ آیات کلام ربانی واحادیث سرور دو جہاں المسمّٰی بہ شمع القلوب لاحراق الذنوب، مؤلف مولانا عبدالمجید چوتوئی، (قلمی) (براہوئی نظم ونثر پر مشتمل) صفحات ۱۸۹، قریباً ۶۰ سال پرانا۔ اس میں نعتیہ اشعار بھی موجود ہیں۔

سودائے خام، مصنف علامہ محمد عمر دین پوری (المتوفی ۱۳۶۸ھ/۱۹۵۸ء براہوئی کے سب سے بڑے مصنف' اڑتالیس کتب' نظم ونثر پر یکساں عبور' بیک وقت مصنف' مبلغ' مترجم مفسر' مؤلف' فنکار' عملی سیاسی کارکن۔ تحریک خلافت میں حصہ لیا۔ (مولانا محمد فاضل کے چچازاد بھائی اور شاگرد مولانا عبدالحی کے شاگرد خاص)

(۱۳۳۴ھ/1915ء دوسرا ایڈیشن ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء صفحات ۱۳۶) یہ نعتیہ، عشقیہ غزلیات، کافی، مولود شریف، مناجات سی حرفی ابیات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ مشتاق مدینہ، نسخہ ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء اس کے دو حصے ہیں۔ حصہ اوّل علامہ محمد عمر دین پوری کا ہے۔ جو مولود شریف اور نعت وغیرہ پر مبنی ہے۔ حصہ دوم میں مولانا عبدالکریم مینگل کی نعت اور مولود وغیرہ ہے۔ آپ کو اللہ نے بہت ہی پیاری آواز عطا کی تھی۔ آپ اپنا کلام ترنم سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے کلام میں نزاکت فکر و ندرت خیال ہے۔ آپ میں حضرت شمس تبریزؒ کی سی مستی ہے۔ وبیص الطیب فی ذکرا لحبیبؐ (مصنف علامہ محمد عمر دین پوری) نسخہ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء صفحات ۱۹۳ اس میں رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ عہد تا وصال منظوم درج ہیں۔

فی الفراق، مصنف علامہ محمد عمر دین پوری، ۱۹۶۸ء صفحات ۴۰ اس میں حمدیہ اور نعتیہ کلام ہے۔ تعلیم الاسلام مصنف علامہ محمد عمر دین پوری، سن تکمیل ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء، صفحات ۸۰ حمد اور نعت کے بعد اسلامی تعلیمات سوال و جواب کی صورت میں پیش کی ہیں۔

نصیحت نامہ، مصنف علامہ محمد عمر دین پوری، سن اشاعت ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء صفحات ۶۶۔ نصائح کے علاوہ اس میں نعت اور منقبت خلفائے راشدین موجود ہے۔

تسویع النساء مصنفہ، مؤلفہ، مائی تاج بابو (علامہ محمد عمر دین پوری کی صاحبزادی، براہوئی زبان کی اولین ادیبہ، شاعرہ اور مرثیہ نگار) پہلی جلد ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء دوسری جلد ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء صفحات ۶۴، ۶۴، محترمہ حمد و نعت اور منقبت سے خصوصی لگاؤ رکھتی تھیں۔ تاج محمد تاجل (التوفی ۱۹۴۴ء) مرتبہ: عبدالرحمٰن براہوئی، اسلام آباد، ۱۹۷۹ء آپ کا کلام بلوچستان بھر میں مشہور ہے۔ والی دو جہان کا تذکرہ (منظوم) سوز و گداز سے لبریز ہے۔ ماہِ گُل (مثنوی) مصنف بلو شاعر، ناشر ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، کوئٹہ ۱۹۶۷ء۔ اس میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ گلشن اشعار، مصنف فیض محمد فیصل (چھ زبانوں۔ فارسی، اردو، بلوچی، سندھی، سرائیکی اور براہوئی کے صوفی شاعر) کوئٹہ، ۱۹۶۸ء صفحات ۵۷ یہ زیادہ تر کلام ۳۵۵ شعر پر مشتمل ہے۔ معجزات مصطفیٰ مع وفات نامہ رسول اکرمؐ، وفات نامہ بی بی خاتون جنتؓ و شادی بی بی عائشہؓ (منظوم) مصنف مولانا محمد عمر ولد شیر محمد بنگل زئی، کوئٹہ، سن اشاعت درج نہیں صفحات ۹۶ تمیں معجزات کے ذکر کے علاوہ آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں گلہائے عقیدت بھی پیش کیے گئے ہیں۔

راغب المسلمین، مصنف حاجی محمد ابن حاجی علی محمد، کوئٹہ، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء صفحات ۱۶، نعتیہ اشعار

کے علاوہ اسلامی تاریخ کے بعض واقعات کو براہوئی اشعار میں پیش کیا گیا ہے۔

گلشن مصطفیٰ، مصنف، حاجی گُل محمد نوشکوی، کوئٹہ، ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء صفحات ۱۶۰_ اس میں ۴۵ معجزوں کو پیش کیا گیا ہے۔مناجات نصائح اور غزل فراق ان کے علاوہ ہیں۔''غزل فراق نا'' میں مخاطب حضور پاک سرور کائنات ﷺ ہیں۔تحفۃ الفقراء، مصنف حاجی گُل محمد نوشکوی، کوئٹہ، ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء صفحات ۱۴۴ اس میں معراج شریف کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ص ۴۲ پر ''نعل مبارک'' بھی درج کیا گیا ہے۔علاوہ ازیں آنحضرتؐ کا ذکر مبارک جابجا ملتا ہے۔اسلامی تاریخ میں سے بعض واقعات پیش کر کے نصیحتیں بھی کی ہیں۔

گلدستہ نوشکوی، مصنف، حاجی گُل محمد نوشکوی، کوئٹہ، ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۴ء صفحات ۲۰۸ اس کی ابتداء حمد باری تعالیٰ سے ہوتی ہے۔اس کے بعد نعت اور پھر منقبت درج ہے۔صفحہ ۷ سے ۲۸ تک درود شریف کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔گلشن سوز، مصنف محمد اسحاق سوز ولد مولوی عطا محمد صوفی، کوئٹہ، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء صفحات ۱۱۲، اس کا پہلا باب توحید، رسالت اور منقبت پر مبنی ہے۔کلام نور، مصنف مولوی نور محمد، کوئٹہ، ۱۹۷۸ء، صفحات ۲۴، نعتیہ اشعار موجود ہیں۔گلشن بلوچستان از مولوی مراد علی رئیسانی نعتیہ اشعار دستیاب ہیں۔گلدستہ، مرتبہ رئیس نبی داد لانگو، کوئٹہ، ۱۹۷۱ء صفحات ۹۶- نعتیہ کلام درج ہے۔معراج محمدی ﷺ از حافظ سعید احمد المعروف طوفان میل، کراچی، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء، صفحات ۸، اشعار کی تعداد ۱۰۸، غزلیاتِ سائل از کریم بخش ساگل، کوئٹہ، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء صفحات ۱۶، نعتیہ اشعار موجود ہیں۔

مہر و وفا، از پیر محمد میرغی ولد کرم خان، کوئٹہ ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء، صفحات ۵۶ نعتیہ اشعار درج ہیں۔استناٹپاک (زخم ہائے دل) از واحد بخش رند، کوئٹہ، ۱۹۷۵ء صفحات ۱۲۸ یہ مجموعہ پند و نصائح پر مبنی ہے۔نعتیہ اشعار موجود ہیں۔قدم قدم آباد، کوئٹہ ۱۹۷۸ء صفحات ۲۸!

یہ براہوئی، بلوچی اور پشتو شاعروں کے نغمات کا مجموعہ ہے۔اس میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار موجود ہیں۔تراب لاڑکانوی کے براہوئی نعتیہ اشعار کا اُردو ترجمہ ''سرورِ کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں'' از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص ص ۸۲ شائع ہوا ہے۔

ھیل و بلد از عبدالصمد شاہین سورابی، کوئٹہ، ۱۹۸۰ء صفحات ۱۲۰، یہ اُردو، براہوئی اور بلوچی زبانوں پر مشتمل ہے۔نعتیہ اشعار موجود ہیں۔فخر کونین ﷺ از نثار احمد محشر رسول نگری (شہرہ آفاق مسدس حصہ اول تا سوئم) کا منظوم براہوئی ترجمہ عبدالصمد شاہین سورابی نے کیا ہے۔مسدس فخر کونین جناب رسالت مآب حضرت

محمد مصطفےٰ ﷺ کی منظوم سیرت طیبہ ہے۔ جو تاریخ وسیر کے مستند مآخذ پر مبنی ہے۔ یہ مسدس اُردو کا طویل ترین مسدس ہے۔ جو کم وبیش ۱۴۲۰۰ اشعار پر مشتمل ہے۔اس کا پہلا حصہ ۱۹۶۱ء دوسرا ۱۹۶۴ء اور تیسرا ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئے۔ مترجم نے کسی واقعہ، لہجہ، مفہوم اور اسم تک میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ محترم محشر رسول نگری کے بیان کردہ واقعات کو بعینہٖ براہوئی میں پیش کرنے کی سعی قابل توصیف ہے۔ اگر کہیں براہوئی نے ساتھ نہیں دیا تو مترجم نے بلا کم وکاست اُردو فارسی کا سہارا لینے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔ مترجم نے مسدس میں بروئے کار لائی گئی بحر ہی استعمال کی ہے۔ایسے جملے بھی آئے ہیں جو پہلے سے براہوئی میں موجود نہ تھے۔ مترجم کی اس کاوش سے براہوئی زبان کی وسعت پذیری میں بھی اضافہ ہوا ہے۔قوالی کے لیے براہوئی میں کوئی مسدس موجود نہ تھی۔ اب اس ترجمہ کے بعد یہ کمی جاتی رہے گی۔ محترم محشر رسول نگری نے فخر کونینؐ کے اس منظوم ترجمے پر دو تین بار بذات خود نظر ڈالی تھی۔ تا کہ شعر کی روح قائم ودائم رہے۔علاوہ ازیں انہوں نے براہوئی اشعار کی تقطیع بھی کرائی تھی۔ جو درست پائی گئی۔ مقام مسرت ہے کہ اب یہ منظوم ترجمہ جو ایک علمی وادبی کارنامہ ہے۔ طبع ہو چکا ہے۔ جنگ نامہ مشہد (فارسی) کا منظوم براہوئی ترجمہ میر گُل خان نصیر نوشکوی بلوچستان کے نامور مورخ، ادیب وشاعر) نے کیا تھا۔کوئٹہ ۱۹۸۰ء صفحات ۴۴ براہوئی میں ترجمہ شدہ نعت کا اُردو ترجمہ ''سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں'' از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص ۸۷ میں چھپا ہے۔ روشنائی (نعتیہ مجموعہ کلام) از جوہر براہوئی، ناشر: براہوئی پبلی کیشن فرید آباد، میہڑ ضلع دادو سندھ، ۱۹۹۱ء صفحات ۸۴۔

مولانا محمد فاضل مینگل نوشکوی، مولانا عبدالباقی درخانی، مولانا عبدالغفور درخانی پیر محمد زبیرانی، جمال بادینی، صوفی عبداللہ منگچری، نادر قمبرانی، صالح محمد شاد کو براہوئی میں نعت گوئی سے خصوصی شغف ہے۔گل بنگل زئی، غلام حیدر حسرت، بابا عبدالحق شاھوانی، جبار یار، یٰسین بسمل، مولوی عبدالخالق ابابکی، اعظم مشتاق، عبدالواحد مینگل خضداری، عبدالعزیز راہی، محمد کریم ایلم، یوسف موج، ایثار حسین ذوق، شاہ بیگ شیدا، رحیم ناز طاہرہ احساس جتک وغیرہ نے بھی براہوئی میں نعتیہ شعر کہے ہیں۔علامہ محمد عمر دین پوری گل ہائے عقیدت پیش کرتے ہیں:

(ترجمہ) محمد ﷺ کی صفت ہر جگہ موجود ہے۔

دریاؤں، میدانوں اور پہاڑوں پر

مجھے بتاؤ آپ ﷺ سے بہتر کون ہے (کوئی نہیں)

یہ بندۂ عاجز قربان ہے

آپ ﷺ کے در پر اپنی جان پہنچادوں

آپ ﷺ دعا فرمایا کریں ... مدینہ بن جاؤں

تاج محمد تاجل گویا ہوتے ہیں:

(ترجمہ) اگر تم اللہ کے حبیب (ﷺ) کے عاشق ہو اور نبی (ﷺ) کے دین کے چاہنے والے ہو اگر تم محبوب سے منکر ہو جو کوئی محبوب (ﷺ) سے منکر ہوا

(تو سمجھ لو) چکی کے ٹوٹے پاٹ کی طرح ہے!

اسے دنیا میں پریشانی اور بے قراری ملے گی

وہ (محبوب سے منکر) جہاں بھی جائے اسے

لق ودق صحرا کی طرح آبادی نہیں ملے گی

(۱۱) بلوچی

ا۔ نثر میں سیرت نگاری

دو جہان ءِ سردار، مؤلف قاضی عبدالرحیم صابر، کراچی ۱۹۶۶ء صفحات ۱۹۲ اس میں حضور پاک سرور کائنات ﷺ کی حیات طیبہ، تعلیمات، اخلاق اور کردار کو پیش کیا گیا ہے۔ انداز بیان دلکش، شگفتہ اور توانا ہے۔ افادیت اظہر من الشمس ہے۔ کتاب کی چھپائی آفسٹ پر ہوئی ہے۔ کتابت مناسب ہے۔ سیرت طیبہ پر بلوچی نثر میں بہت کم لکھا گیا ہے۔ جو سرمایہ بھی موجود ہے۔ اس میں اس کتاب کی حیثیت منفرد ہے۔ یہ سیرت رسول ﷺ پر بلوچی زبان میں پہلی تالیف ہے۔ رسولؐ ءِ پہکیں زند، مولفہ حاجی عبدالقیوم بلوچ، کوئٹہ ۱۹۸۰ صفحات ۵۶، اس میں حضور پاک کی حیات مبارکہ کے اہم واقعات کو اختصار کے ساتھ بلوچی میں پیش کیا گیا ہے۔ بلوچی جاننے والے قاری کے لیے بہت مفید اور اہم کتاب ہے۔ موقع محل کے مطابق قرآنی آیات کے حوالوں نے متن کو زیادہ مصدقہ بنا دیا ہے۔ کتاب کی زبان نہایت سلیس ہے۔ آپ کا قرآن پاک کا بلوچی میں ترجمہ اور تفسیر پنجگور میں زیر طبع ہے۔

پاکیں نبی ءِ زند (بلوچی) مؤلف میر محمد خان بلوچ، کوئٹہ ۱۹۸۰ء صفحات ۵۶، کتاب مختصر ہے، اس لیے واقعات کو بھی مختصر بیان کیا گیا ہے۔ نکاح میں صرف حضرت خدیجہؓ کا ذکر ہے۔ باقی ازواج مطہرات کے

اسمائے مبارک تک بھی تحریر نہیں کیے گئے۔

حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں عنوانات موجود ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کے رفیق غار ہجرت کے جاں نثار حضرت ابوبکر صدیقؓ کا علیحدہ ذکر موجود نہیں۔ بہر حال بلوچی زبان میں سیرت طیبہ پر ایک اور کتاب کا اضافہ خوش آئند ہے۔ سیرت النبی ﷺ، مؤلف میر مٹھا خاں مری، کوئٹہ، ۱۹۸۱ء صفحات ۲۲۰ اس میں مولانا شبلی اور علامہ سید سلیمان ندوی کی معرکتہ الآرا ''سیرت النبی ﷺ'' سے مختلف ۵۸ عنوانات کے تحت شرقی بلوچی میں ترجمے کیے گئے ہیں۔ ترجمہ رواں، دل پذیر اور متاثر کن ہے۔ بلوچیات میں یہ ایک قابل توصیف اضافہ ہے۔ افادیت کے اعتبار سے آخرت کا توشہ متصور ہوگا۔ پاکینء نبی ﷺ نسب ناسگ، مؤلفہ آغا میر نصیر خان احمد زئی (نامور قلم کار، محقق، ادیب، مورخ اور منتظم) لاہور، ۱۹۸۵ء نیشنل ہجرہ کونسل اسلام آباد نے شائع کی۔ صفحات ۸۰ یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ رسول کریم ﷺ کے شجرہ نسب پر مشتمل ہے۔ بلوچی زبان میں اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے۔ اُردو میں اس موضوع پر پیر غلام دستگیر نامی ہاشمی کی ایک کتاب ''نسب نامہ رسول انام ﷺ'' موجود ہے۔ اسے سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی نولکھا بازار لاہور نے شائع کیا۔ سن اشاعت ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء کتاب کے آغاز میں مؤلف نے لکھا ہے۔ کہ نبی پاک حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو پر کتابیں موجود ہیں۔ مگر نسب نامہ کی طرف کسی نے خاص توجہ نہیں دی۔ اس لیے مؤلف نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے یہ نسب نامہ مرتب کیا ہے۔ کتاب میں اہل بیت اور ازواج مطہرات کے شجرے بھی موجود ہیں۔ مؤلف نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے اسے پایہء تکمیل تک پہنچایا ہے۔

معجزات محمدیہ کامل (بلوچی) مؤلفہ مولانا حضور بخش جتوئی (المتوفی ۱۹۴۸ء) لاہور، ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء صفحات ۸۰، اس میں رسول کریم ﷺ کے مشہور معجزات نہایت دلچسپ انداز میں تحریر کیے گئے ہیں۔ مثلاً شق القمر، حضرت جابر کے بچوں کا زندہ ہونا، دودھ کے پیالہ میں برکت، درختوں کا چلنا، پہاڑ کا ہلنا، انگشت مبارک سے پانی جاری ہونا وغیرہ وغیرہ، کتاب نہایت سلیس بلوچی میں لکھی گئی ہے۔ اس کے پڑھنے سے روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

مقالات سیرت بزبان بلوچی

ماہنامہ اولس بلوچی کوئٹہ سے دسمبر ۱۹۶۱ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ ستمبر ۱۹۷۹ء تک باقاعدگی سے چھپتا رہا۔ جولائی ۱۹۸۰ تک بند رہا۔ پھر منظر عام پر آیا۔

اس کے اڈیٹر رہے: امان اللہ گچکی ، عبدالغفار ندیم ، حکیم بلوچ ، صورت خان مری ، عبدالقادر اثیر شاھوانی ، عبدالرزاق صابر ، اکبر شاہ۔ اس میں سیرت النبی ﷺ کے بارے میں مضامین شائع ہوتے رہے ہیں ۔ ایک اندازے کے مطابق پچاس کے لگ بھگ مضامین اور چالیس کے قریب نعتیہ کلام شائع ہوئے ہیں۔

(۲) نعتیہ شاعری

بلوچی شاعری میں قدما اور متوسطین کے ہاں نعت سرورِ کونین ﷺ کا اپنا ایک منفرد رنگ ہے۔ یہ شعراء جو اکثر طویل منظومات نظم کرتے تھے۔ نظم کی ابتدا حمد باری تعالیٰ سے کرتے ہوئے ایک دو شعروں کے بعد آنحضرت ﷺ کی نعت کی جانب رجوع کرتے ، خلفاء راشدین کی مدحت کے بعد غوث پاک اور دوسرے اولیاء کی ستائش کرتے اور تب اپنے موضوع کی طرف آتے تھے۔ قدیم بلوچی شاعری چونکہ سینہ بہ سینہ روایات کی مرہون منت رہی ہے۔ اور ناخواندگی اور قبائلی جنگوں کے باعث لوگوں نے نعتیہ اشعار کو چھوڑ کر صرف اُن اشعار کو حفظ کیا جن کی انہیں جنگی رجز یا بزم کی ہماہمی میں ضرورت تھی۔ اس لیے جو تھوڑی بہت مذہبی اور اخلاقی نظمیں ملتی ہیں انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں اسلامی عقائد کا بیان ہے۔ دوسرے حصے میں حضور پاک سرور کائنات ﷺ کا ذکر مبارک ، حضرت علیؓ اور درویشوں کے متعلق قصے ملتے ہیں۔ ان ادوار کے شعراء کے نعتیہ اشعار درج ذیل کُتب سے دستیاب ہیں:

لانگ ورتھ ''پاپولر پوئٹری آف بلوچیز'' ۱۹۰۷ء لندن

لانگ ورتھ ڈیمز قدیم بلوچی شاعری (ڈیمز کی کتاب کا ترجمہ ___ (۱۳۰۰ء سے ۱۹۰۰ تک)

مترجم: میر خدا بخش بجارانی مری بلوچ ، ناشر ، بزم ثقافت ، کوئٹہ ، ۱۹۶۳ء صفحات ۳۹۷ (بڑی تقطیع)

تاریخ بلوچستان ، ہتورام ، لاہور ، ۱۹۰۷ صفحات ۶۳۷ ،

زحمِ ءِ زمیر ، مؤلفہ غوث بخش صابر ، کوئٹہ ۱۹۷۴ء صفحات ۱۴۹ اس میں مختلف بلوچی شعرا کے اسلامی جنگ نامے درج کیے گئے ہیں۔

تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند ، فیاض محمود ، چودھویں جلد (جلد دوم) لاہور ، ۱۹۷۱ء صفحات ۴۶۳

نغمہ ءِ کوہسار ، عبدالرحمٰن غور ، کوئٹہ ، ۱۹۶۸ ، صفحات ۲۳۶

دیگر منابع: صابرءِ گفتار قاضی عبدالراحیم صابر ، کراچی ، ۱۹۶۶ء (دور جدید بلوچی اشعار کا مجموعہ اُردو ترجمہ کے ساتھ صفحات ۱۹۲ مہمات بلوچستان (جلد دوم) کامل القادری لاہور ۱۹۱۰ صفحات ۲۳۵

سرمست بلوچستان، ذکیہ سردار خاں، کوئٹہ ۱۹۶۵ء صفحات ۲۵۱

مست توکلی کلام اور اُردو ترجمہ، غوث بخش صابر، اسلام آباد، ۶ ء بلوچستان میں اُردو، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۶۸ء راولپنڈی ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۴ء۔ صفحات ۶۲۴

تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۷۶ء ۱۹۸۶ء 1995ء صفحات ۳۳۴ ثقافت اور ادب وادی بولان میں (عبدالصمد دُرانی، سلطان مُحمد صابر، میر مٹھا خان مری، ملک محمد رمضان عبدالرحمٰن کرد، نور محمد پروانہ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۶۶ء صفحات ۳۷۰ شمائل شریف (منظور بلوچی) مصنفہ مولانا حضور بخش جتوئی (آپ کا عظیم ترین کارنامہ قُرآن کا بلوچی میں ترجمہ ہے۔ جو ۱۳۶۹ھ میں چھپا لاہور ۱۳۲۹ھ ۱۹۳۵ء صفحات ۱۰۹۔

یہ کتاب ''کتاب الشمائل النبویہ'' از ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی ۲۷۹ھ / ۸۹۲) سے ماخوذ ہے۔ مگر مولانا جتوئی نے اسے منظوم بلوچی میں تحریر کر کے بلوچیوں میں بے حد مقبول بنا دیا ہے۔ آپ کی متعدد نعتیں ملتی ہیں۔ جیسے اصول الصلوٰۃ از مولانا حضور بخش جتوئی (بزبان بلوچی، بار ششم، کوئٹہ، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء، صفحات ۱۲۴ میں مولانا حضور بخش جتوئی کی ایک نعت درج ہے۔ اُن کے نعتیہ اشعار کا ترجمہ ''سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص ص ۱۱۵ تا ۱۱۷ میں موجود ہے۔ نیکیں واھگ (مخلصانہ جذبہ) محمد ابراہیم عابد آبسری (عابد جنرل سٹور، سونار گلی۔ تربت حکمران، صفحات ۵۰ یہ حمد و نعت پر مبنی ہے۔)

بلوچی نعتیہ شاعری کے بارے میں جاننے کے لیے مندرجہ ذیل اہم ترین منابع ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک بلوچستان میں'' از ڈاکٹر انعام الحق کوثر،

ناشر: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ ۱۳۔ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور صفحات ۴۳۲۔

اس کے باب سوئم میں بلوچی کُتب اور نعت گوئی (صفحہ ۱۳۷ تا ۱۹۷) کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ بلوچی زبان کے اُردو ترجمے دیئے گئے ہیں۔ جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ بعض مقامات پر منظوم اردو ترجمے بھی موجود ہیں۔ مثلاً قاضی عبدالرحیم صابر کی بلوچی نعت کا وہ خود ہی منظوم ترجمہ یوں پیش کرتے ہیں۔ (۱۸۴ CO)

مروت فخر کرتی ہے شرافت تم پہ نازاں ہے
رسول پاک واللہ یہ رسالت تم پہ نازاں ہے
فقیروں کے شہنشاہ ہو امام الانبیاء ہو تم
تیرے خدام ذیشاں ہیں امامت تم پہ نازاں ہے
لقب ہے رحمۃ للعالمین اللہ کی جانب سے
خدائے پاک شاہد ہے کہ رحمت تم پہ نازاں ہے
تیرے الطاف سے کی ہے غلاموں نے جہانبانی
تمہیں شایاں جہانبانی حکومت تم پہ نازاں ہے
خدا نے صاف فرمایا تیری خاطر بنی دنیا
تیرا درجہ وہی جانے حیثیت تم پہ نازاں ہے
شب معراج حاصل ہو گئی ہے وعدہ بخشش
شفیع المذنبین ہو تم شفاعت تم پہ نازاں ہے
نہ جائے گا کوئی صابر در سرکار سے خالی
حبیب خالق اکبر، سخاوت تم پہ نازاں ہے

جن شعرا کا بلوچی نعتیہ کلام سے اُردو ترجمہ درج کیا گیا ہے۔اُن کے اسمائے گرامی ہیں۔۔

میر چاکر رند، میر شہداد، براھیم شمبانی، لشکران ولد سلیمان جتکانی، جنگ چھنبڑی کی نظم مُلا محمد حسن۔ فارسی اور اُردو کے نامور صاحب دیوان سخنور) کیچ مکران میں ملک دینار کی لڑائی سے متعلق نظم ''جیوادارین شمبانی بگٹی'' کابل ولد گلن ڈومبکی بنجو بنگلانی (اس کی نظم پر ہمسایہ زبانوں پنجابی اور سندھی کا بھی اثر ہے۔)

مُلا ابراھیم (مُلا عالم کے علاوہ بلوچی میں پڑھے لکھے کے لیے بھی مستعمل ہے۔) مُلا عبداللہ، مُلا بوھیر، گاجیان، مُلا بہرام، مُلا قاسم، نوردین مُلا مسرور، مُلا بہادر، محمدان، مُلا فاضل رند (الملقب بہ'' غالب حکمران'' المتوفی ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء) جام دُرک (دُرک یعنی دُرنایاب کی مانند اور جام تخلص) مست توکلی (۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء___ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء) مُلا عمر مری (اس نے حمد مدح اور مولود بھی کہے ہیں۔سندھی

شاعری میں مولود ایک صنف ہے۔ جس میں آنحضرتؐ کی ثناء اور صفت ہوتی ہے۔ یہ صنف سندھی سے بلوچی میں آئی ہے۔) محمد ابراہیم جوانسال بگٹی (سال وفات ۱۹۶۹ء ___ جوانسال کے ہاں نعت اُردو اور فارسی شاعری کی روایات کے عین مطابق ہے۔) مُلا مزار بنگلزئی، مولانا حضور بخش جتوئی، میر عیسیٰ قومی، گل خان نصیر، سید ظہور شاہ ہاشمی، میر محمد حسین عنقا، مولانا عبدالباقی درخانی، مولانا عبدالغفور درانی، حاجی محمود مومن، محمد حسین عاجز، عبدالحکیم حق گو، عبدالمجید سورابی، عطاشاد، انور صاحب خان چلم زئی بلوچ عبدالغنی پرواز، فضل حسین پنجگوری، حاجی فقیر محمد عنبر بلوچ غوث بخش صابر، خدائے رحیم حکیم، آزاد جمالدینی، ملک محمد رمضان بلوچ، قاضی عبدالرحیم صابر، پیر محمد زبیرانی، (کئی کتابوں کے مصنف) عبدالرحمٰن غور، مولانا عبدالغفور، احسن خارانی بلوچ (مجموعہ کلام۔ گلدستہ عبدالغفور بزبان بلوچی ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء صفحات ۴۸، دوسرا مجموعہ کلام گفتارِ احسن صفحات ۶۴) میر عنائت اللہ قومی، نصرت اللہ شیدا، محمد اسحاق بزدار، فیض بخشاپوری (غالب سندھ) خدائے رحیم بے تاب، اشیر عبدالقادر شاھوانی، اور خمیسا خان ___ چند بلوچی نعتیہ اشعار کا ترجمہ مُلاحظہ فرمائیے۔

مُلا فاضل رند کہتے ہیں: (ترجمہ)

نبیوں کے سردار (ﷺ) کی نعت کا درود سے آغاز کرتا ہوں۔ سو درود اور سو سلام، یہی میرا ارمغاں ہے۔ مست توکلی گویا ہوتے ہیں: (ترجمہ) پاک ہے تیرے حبیب کے (معراج) دیدار کی ساعت وہ محمد ﷺ جو شعر آسا اپنے عہد کا سچا ہے۔ جس کے سر پر توحیدی طلائی تاج ہے۔ اور جسکی سخاوت بے عدیل ہے۔ محمد ابراہیم جوانسال بگٹی: (ترجمہ) محمد ﷺ ہمارے رہنما ہیں۔ ہم کتنے خوش قسمت اور ذیشان ہیں، وہ گوہر گراں مایہ، وہ ایک عطر بیز پھول ہیں جب سورج آگ اگلتا ہوگا تو محمد ﷺ تشریف لائیں گے ہم پر اپنی چادر رحمت کا سایہ فرمائیں گے۔ اپنے ملبوس سے ہم پہ یہ عنایت فرمائیں گے۔

حضور بخش جتوئی گویا ہوتے ہیں۔ ہمارے دین اور دُنیا کی روشنی آپ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کی وجہ سے چاروں طرف روشنی ہے۔

بلوچستان میں دینی ادب ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی (قلمی) کوئٹہ شعبان ۱۴۰۷ھ/اپریل ۱۹۸۷ء صفحات ۱۲۲۴ اسکے مندرجات کی فہرست یوں ہے:

۱۔	عرض حال	۲۔	مقدمہ (تاریخ وجغرافیہ بلوچستان)
۳۔	باب اول تراجم وتفاسیر قرآن مجید	۴۔	باب دوم قرأت وتجوید

۵۔ باب سوم حدیث وشروح حدیث واصول حدیث وغیرہ

۶۔ باب چہارم فقہ و اصول فقہ ومیراث ۷۔ باب پنجم فتاوی

۸۔ باب ششم سیرت النبی ﷺ ۹۔ باب ہفتم تاریخ وتذکرہ۔

۱۰۔ باب ہشتم تصوف واخلاقیات، مواعظ، خطبات۔ ۱۱۔ باب نہم عقاید کلام مناظرہ وغیرہ۔

۱۲۔ باب دھم اوراد وظائف عملیات وغیرہ۔

۱۳۔ باب یازدھم علم صرف ونحو فلسفہ منطق وغیرہ۔ ۱۴۔ باب دوازدھم متفرقات۔

۱۵۔ اسمائے کتب ۱۶۔ مصنفین مع تصانیف

۱۷۔ کتابیات۔

ہر باب میں موقع ومحل کے مطابق فارسی اُردو، پشتو، براہوئی اور بلوچستان کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔

سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر سیرت اکادی بلوچستان (رجسٹرڈ) کوئٹہ بمناسبت پاکستان گولڈن جوبلی ۱۹۹۷ء صفحات ۴۵۷

اس کا دوسرا باب بلوچی کتب اور نعت گوئی پر مبنی ہے۔ موقع کی مناسبت سے اُردو تراجم دیے گئے ہیں ''نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک بلوچستان میں'' کے مندرجات میں اضافے کیے گئے ہیں اس کتاب میں بلوچی کے علاوہ براہوئی، پشتو، فارسی اور اردو کی سیرت سے متعلق کتب اور نعت گوئی کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

علاوہ ازیں بلوچستان میں نعتیہ مشاعروں اور دینی مدارس کے بارے میں بھی معلومات مہیا کی گئی ہیں۔

پشتو

(ا) نثر میں سیرت نگاری

حدیث شریف فخر عالم ﷺ (عربی سے پشتو میں ترجمہ، قلمی مترجم حافظ خان محمد (۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء __ ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء) کوئٹہ ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء

احادیث نبوی (ﷺ) میں سے قریباً ایک ہزار ثقہ احادیث کا پشتو ترجمہ کیا۔ یہ عام سکول کی کاپیوں

پر تحریر ہے۔ جو آپ کے صاحبزادوں کے پاس کوئٹہ میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے آپ کی قائم کردہ کتابوں کی دکان، بلوچستان بک ڈپو، میں کاروبار کرتے ہیں۔ ہر حدیث شریف کے سامنے اس کا پشتو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ احادیث ۱۳۶۶ق میں ایران سے شائع ہونے والی کتاب درج گہر سے انتخاب کی گئی ہیں۔ پشتو ترجمہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء کو مکمل ہوا۔ اس مجموعہ میں جو احادیث شامل ہیں اُن میں چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ اکثر اھل النار المتکبرون (اہل دوزخ میں اکثریت متکبروں کی ہوگی)

۲۔ البر حسن الخلق (نیکی حسن الخلق ہے)

۳۔ الجنتہ دار الاسخیاء (جنت سخیوں کا گھر ہے)

۴۔ حسن الخلق نصف الدین (حسن الخلق نصف دین ہے)

۵۔ علم المومن الصلوٰۃ (مومن کی شان نماز ہے)

۶۔ الفقر راحۃ (فقر میں راحت ہے)

۷۔ کفارۃ الذنب الندامتہ (گناہوں کا کفارہ ندامت ہے)

(بلوچستان میں دینی ادب، ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی (قلمی) کوئٹہ ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء ص ص ۲۳۳، ۲۳۴)

زموژ رسول ﷺ پشتو، مؤلف مولانا رحمت اللہ مندوخیل (۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء___ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء) علمی پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپی اور مؤلف نے اسے ژوب سے شائع کیا۔ ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء صفحات ۱۱۴، کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر جامع ہے۔ کتاب کے آغاز میں آنحضرت ﷺ کا نسب نامہ یوں درج ہے۔

(۱)۔ حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن مضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن ار بن معد بن عدنان۔

(۲)۔ حضرت محمد ﷺ بن آمنہ بنت وھب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلابؒ (یہاں نسب مل جاتا ہے) نسب نامہ کے بعد ولادت باسعادت کا بیان ہے۔ جب آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ تو کسریٰ کے محل میں ایک زلزلہ آتا ہے۔ جس سے اس کے چودہ کنگرے زمین پر گر جاتے ہیں۔ ملک فارس کا دریا بحیرہ ساوہ خشک ہو جاتا ہے۔ فارس کے آتشکدہ کی ایک ہزار سالہ آگ دفعۃً بجھ جاتی ہے۔ آگے چل کر تحریر کرتے ہیں۔ کہ ولادت باسعادت کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے بطن سے ایک ایسا نور ظہور پذیر ہوتا

ہے کہ جس سے مشرق تا مغرب منور ہوتے ہیں۔ کتاب میں آپ ﷺ کے والدین کی رحلت اور عبدالمطلب کے انتقال کا بھی بیان ہے۔ حلیمہ سعدیہؓ کا ذکر خاص طور سے ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کا سفر شام، حضرت خدیجہؓ سے نکاح، حضرت خدیجہؓ کی اولاد کا بھی بیان ہے۔ کہ ان سے دو فرزند اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ فرزندوں میں حضرت قاسمؓ اور حضرت طاہرؓ صاحبزادیوں میں حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثوم تھیں۔ بعد ازاں چاروں صاحبزادیوں کے مختصر حالات زندگی شامل کیے گئے ہیں۔ پھر باقی ازواج مطہرات کا مختصر ساذکر ہے۔

کتاب میں دعوت اسلام اور آپ ﷺ کی مخالفت، قریش کی ایذارسانی، قتل کا ارادہ اور معجزات بیان کیے گئے ہیں۔ مؤلف لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آقائے نامدار ﷺ کعبہ شریف کے پاس نماز میں مصروف تھے۔ تو ابوجہل ایک بڑا پتھر لے کر سر مبارک کو کچلنا چاہتا تھا۔ جب وہ قریب پہنچ گیا تو واپس بھاگ کر اپنے لوگوں سے کہنے لگا کہ جب میں پتھر پھینکنے والا تھا تو ایک عجیب وغریب اونٹ منہ کھولے میری طرف آیا میں نے ایسا اونٹ کبھی نہیں دیکھا تھا۔

کتاب کے عنوانات یہ ہیں:۔

- ہجرت حبشہ
- ہجرت طائف
- معراج
- ہجرت مدینہ
- غزوہ بدر، اُحد، احزاب، تبوک
- صلح حدیبیہ
- فتح مکہ
- اخلاق معجزات

مختصراً اس چھوٹی سی کتاب میں تمام اہم واقعات کو اس قدر دلچسپ و دلآویز انداز میں یکجا کیا گیا ہے۔ کہ قاری کا جی چاہتا ہے۔ وہ بار بار کتاب کا مطالعہ کرے۔

(بلوچستان میں دینی ادب (قلمی) ص ص ۴۱۷، ۴۱۸)

(سرورکونینﷺ کی مہک بلوچستان میں ص ص ۱۹۸ تا ۲۰۱)

مقالات سیرت بزبان پشتو

ماہنامہ اُولس پشتو کوئٹہ ستمبر ۱۹۶۱ء میں محکمہ قبائلی نشرو اشاعت نے امیر عثمان کی زیر نگرانی جاری کیا۔ستمبر ۱۹۷۹ء تک باقاعدگی سے چھپتا رہا۔کچھ وقفہ کے بعد دوبارہ شائع ہونے لگا۔اس کے مدیر رہے:۔ قاضی سعید محمد،عنایت اللہ ریاض،عبدالرحمٰن بیتاب،نظیر درانی،سید فاروق شاہ سائلزئی،عبدالمنان عابد اس میں اب تک سیرت النبی آنحضرتﷺ سے متعلق پچاس سے زائد مضامین چھپے ہیں۔اور تیس کے قریب نعتیہ کلام شائع ہوا ہے۔(نبی کریمﷺ کا ذکر مبارک بلوچستان میں،ڈاکٹر انعام الحق کوثر،لاہور ۱۹۸۳ء ص ص ۴۰۵ تا ۴۰۷،سرورکونینﷺ کی مہک بلوچستان میں،ڈاکٹر انعام الحق کوثر،کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص ۴۰۵)۔

بلوچستان کے مختلف کالجوں کے سالانہ مجلّات جیسے بولان (گورنمنٹ کالج / گورنمنٹ سائنس کالج کوئٹہ)

رگ سنگ (گورنمنٹ کالج لورالائی)

اور ژوب (گورنمنٹ کالج ژوب)

میں بزبان پشتو سیرت وحیات مبارکہ سے متعلق مواد چھپتا رہا ہے۔(پشتو میں سیرت نگاری، پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ،کوئٹہ ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء ص ۲۰۰)

(۲)۔ نعتیہ شاعری

پشتو زبان میں نعت گوئی کو اتنی ہی اہمیت حاصل ہے۔جتنی کہ عربی،فارسی یا اردو میں ہے۔اور یہ بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ پشتو مین نعت گوئی کی تاریخ قریب قریب مذہب اسلام کی تاریخ سے وابستہ ہے۔

(''رفعنا لک ذکرک'' ''پشتو نعت گوئی کا ایک جائزہ ، سید عابد شاہ عابد، قلم قبیلہ، کراچی ۱۹۸۱ء ص ۳۰) تذکروں کے حوالے سے پشتو زبان میں جو پہلی حمد سامنے آتی ہے وہ ژوب کے بیٹ نیکہ کی ہے۔جس کا منظوم ترجمہ از سید گوہر (پشتو اور اُردو میں نامور شاعر و ادیب، اُردو کا مجموعہ کلام ''پس دیوار'' ۱۹۸۵ء میں طبع ہوا) پیش ہے۔

خداوند برتر! خداوند برتر

تیرا پیار ظاہر ہے ہر ہر قدم پر

نہیں صرف کوہ گراں، مظہرفن
خلائق سبھی بندگی میں سرافگن
یہاں اونچے اونچے پہاڑوں کے دامن
جہاں اپنے خیمے، جہاں اپنا مسکن

یہ افراد کم ہیں، کر آباد یہ گھر
خداوند برتر! خداوند برتر

یہاں آگ روشن ہے تھوڑی سی اپنی
یہاں ساز وسامان سے گھر ہے خالی
ہمارے لیے تیری اُلفت ہے کافی
کوئی اور اپنا سہارا نہ والی
زمیں آسماں مظہر کبریائی
ہے اُفزائش نسل تجھ ہی سے جاری

تیری پرورش ہے تُو ہی پرورش کر
خداوند برتر! خداوند برتر!

(قومی اور علاقائی ادب پر ایک نظر، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، صحیفہ لاہور، مئی جون ۱۹۷۷ء)

دیوان پیر محمد کاکڑ، مرتب عبدالروف بینوا، ۱۳۲۵، پیر محمد کاکڑ (۱۱۲۰ھ/۱۷۰۸____ مابین ۱۱۹۶ھ/ ۱۷۸۱ء اور ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۸ء) کا مولد کان مہترزئی تحصیل مسلم! باغ ضلع قلعہ سیف اللہ تھا۔ وادی ژوب کاکڑ قبیلہ کا مسکن ہے۔ آپ احمد شاہ بابا کے ہمسفر تھے اور اُس وقت میں شعر کہتے تھے۔ احمد شاہ بابا کے بیٹے شہزادہ سلیمان کے اُستاد بھی مقرر ہوئے۔ احمد شاہ بابا ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۷ء میں تخت نشین ہوئے۔ ان دنوں آپ کی علمیت کا خاصا شہرہ تھا۔

عبدالصمد درانی لکھتے ہیں (ثقافت اور ادب وادی بولان میں کوئٹہ ۱۹۶۶ء ص ۲۰) کہ اسے (پیر محمد کاکڑ) ''کےغر'' (ژوب) کی سرزمین سے بے حد محبت تھی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ایک طرح کی پاکستانی قومیت کا تصور پیر محمد کاکڑ کے کلام میں موجود ہے۔ وہ آج

سے تقریباً تین سو سال پہلے کشمیر اور لاہور کو اپنا وطن اور قندھار کو ''دبل هیواد'' (پرایا دیس) کا نام دیتے ہیں۔ پیر محمد کاکڑ کی پشتو شاعری کا اُردو ترجمہ از عابد شاہ عابد اسلام آباد سے ۱۹۹۰ء میں طبع ہوا ہے۔ آپ کے پشتو نعتیہ کلام کا اُردو ترجمہ ''سرورِ کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں'' (کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص ص ۱۴۹ تا ۱۵۱) موجود ہے۔ اسی زمانے میں کے غر (ژوب) کے علاقے کے ایک قادر الکلام شاعر شمس الدین کاکڑ ہو گزرے ہیں۔ اُن کی نعتیں دستیاب ہیں۔ ملا جان محمد کاکڑ ضلع ژوب کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ۱۲۱۴ھ/۱۷۹۹ء میں اپنا مجموعہ کلام ''حلیدین'' کے نام سے ردیف وار مرتب کیا تھا۔ اُن کا نعتیہ کلام موجود ہے۔ علامہ عبدالعلی اخوندزادہ (۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء ___ ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۴ء) کی ذہانت اور علم کا چرچا بلوچستان کے علاوہ قندھار، کابل اور ہندوستان میں بھی تھا۔ دور و نزدیک کے علماء آپ کے پاس آتے اور ہفتوں علمی مباحث میں مشغول رہتے۔ عربی، فارسی میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ پشتو مادری زبان تھی۔ پشتو اور فارسی میں خوب شعر کہتے تھے۔ آپ کا دیوان شباب کی یادگار ہے۔ حافظ خان محمد نے آپ کے کلام کا انتخاب ۱۹۵۵ء میں ''شاخِ گُل'' (صفحات ۸۰) کے نام سے چھپوایا تھا۔ اس مختصر سے مجموعے کے مطالعہ نے نوجوانوں کو پشتو میں شعر کہنے اور نثری ادب تخلیق کرنے کی ترغیب دی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج کوئٹہ ڈویژن کے چپے چپے میں جتنے نوجوان شاعر آتے ہیں۔ وہ علامہ موصوف سے اثر پذیر ہوئے ہیں۔ علامہ عبدالعلی اخوندزادہ نے عملی طور پر تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ۲۶ جون ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے کوئٹہ کا دورہ فرمایا تو سب سے پہلے آپ نے بڑھ کر قائداعظم کو خوش آمدید کہا اور چند اشعار بھی پیش کئے۔ افسوس کہ وہ اشعار دستیاب نہیں ہو سکے۔ اُن کے ایک شعر کا مفہوم کچھ یوں ہے۔ ''میرے وطن کا ہر کانٹا میرے لیے پھول کی طرح نرم و نازک ہے۔ لیکن اس کا ہر پھول وطن دشمنوں کے لیے خارزار کی مانند ہے۔''

جب قائد تاریخ ساز اجتماع سے انگریزی میں خطاب فرما رہے تھے، تو اخوندزادہ رونے لگے۔ اُن کے ساتھی سردار محمد عثمان خان جوگیزئی نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ ''آپ انگریزی تو سمجھتے نہیں، روتے کیوں ہیں'' جواب ملا ''اس شخص کی آواز سے اس کے دل کا درد عیاں ہے۔ اور اُس نے مجھے مضطرب کر دیا ہے''۔ مسلم لیگ سے آپ کی محبت آپکے اس ارشاد سے ظاہر ہے۔ ''مسلم لیگ اتفاق و اتحاد کی علامت ہے اور اس لحاظ سے یہ جماعت ہمارا دین اور ہمارا ایمان ہے''۔ عشق رسول ﷺ آپ کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا۔ آپ کا نعتیہ کلام اس کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ ایک پشتو نعت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''وہ جو شفیع محشر ہیں اُن پر خدائے کبیر

کا درود و سلام ہو"۔

تمام دنیا اُنکے نور سے پیدا ہوئی اور تمام جہاں اُن کے چہرے سے منور ہوا۔امت اُن کی خیر الامم ہے۔اور خدا تعالٰی نے انہیں خیر البشر کہا ہے۔لولاک کی قدسی کی رُو سے وہ اولین ہیں۔اور آیت خاتم کی رُو سے وہ مؤخر ہیں۔آخر میں پیدا ہوئے۔اُن کا لقب سید المرسلین ہے۔ان کے نام پر مکرر صلوٰۃ ہو۔انکے چہار یار دین کے چار ستون ہیں۔اور ان میں سے ہر ایک شرع انور کا ستارا ہے۔اے نبی ﷺ! آپ پر درود و سلام ہو اور اے شفیع محشر! آپ پر سلام ہو۔عبدالعلی کا ہاتھ اور آپ کا گریبان ہے (یعنی دامنگیر ہوں) کہ اے سخت سفر آخرت درپیش ہے۔اور زادراہ مقصود ہے۔"

ملا عبدالسلام اشیزئی (قاضی عبدالسلام بابا) ایک ممتاز عالم دین اور حق گو شاعر تھے۔۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء میں ضلع قلعہ عبداللہ کی تحصیل چمن کے مقام شیلا باغ سے پانچ میل شمال کی طرف شاخہ نامی گاؤں میں ملا بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔انہوں نے ۱۳۹۴ء میں وفات پائی اور گاؤں شاخہ کے اپنے آبائی قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

علامہ عبدالعلی اخوندزادہ اور ملا عبدالسلام اشیزی کا شمار پشتو زبان کے ان صف اوّل کے شعراء میں ہوتا ہے۔جنہوں نے اپنے زور قلم سے اس علاقے میں تحریک آزادی اور قیام پاکستان کی جدوجہد کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ملا عبدالسلام اشیزی کے ایک پشتو شعر کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔:

"میں تلوار اور خنجر اپنے آپ سے کبھی الگ نہیں کر سکتا کیونکہ میں انگریزوں کے شب خون کے لیے ہر وقت چوکنا بیٹھا ہوں"۔آپ اپنے مجموعہ کلام "سوہن چمن" (مطبوعہ ۱۹۲۹ء) میں کہتے ہیں:

"میں نے سوہن کے اوراق میں اپنے وطن کا دکھ رقم کر دیا ہے۔"

آپ کی پشتو نعت کے ترجمہ کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

مرحبا اے دلربا آجا میں غلام ہوں اور آپ ﷺ آقا ہیں:

آپ ﷺ کے روضے کی طرف سے آنے والی ہر ہوا میری دوا ہے۔جو آپ فرمائیں گے میں اسے مانوں گا۔

آپ آیات حق اور فیض مطلق ہیں۔ہر طبق پر محمدؐ احمدؐ ہیں۔آپ دوست اکبر، سرور دافع شر اور شاہ اسراہی ہیں (صاحب معراج) آپ سراج منیر بشیر و نذیر ذکر کثیر اور دلپذیر ہیں.... آپ کے سر پر تاج نبوت

ہے۔سلام سلام کہتا ہے اور سلام دوام کہتا ہے۔آپ روز جزا میرے شافع ہیں۔

(بلوچستانی پشتو شاعری کے تراجم ۱۹۴۷ء تا حال ڈاکٹر انعام الحق کوثر، اکادمی ادبیات اسلام آباد، بہار ۱۹۹۲ء ص ص ۴۳، ۴۷)

موجودہ دور میں پشتو شاعری نے جس انداز سے ترقی کی ہے۔وہ اپنی مثال آپ ہے۔نعت گوئی کے حوالے سے اس زمانے میں ایسا کوئی شاعر تو سامنے نہیں آتا جو مکمل طور پر نعت گو شاعر ہو لیکن اپنے طور پر نعت گوئی کا حق قریباً ہر ایک نے ادا کیا۔

''نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک بلوچستان میں'' ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۸۳ء میں پشتو کے درج ذیل شعرا کا نعتیہ کلام مع اُردو ترجمہ موجود ہے۔

سید محمد رسول فریادی، سلطان محمد صابر، سرور سودائی، محمد عبداللہ ذاکر، عبدالباری اسیر، عبیداللہ درویش درانی، ابوالخیر زلاند، سہیل جعفر، مقدس معصوم سیال کاکڑ، عبدالغفور پردیس، عمر گل مسکر، سید محمد گل شاہ خوستی سید گوہر عقیدت، (پشتو حمد، نعت، سلام ___ زیر طبع) عبدالکریم بریائے نذر محمد نظر پانیزئی؛ '' فخر کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں'' ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۹۷ء میں متذکرہ بالا شعرا کے علاوہ دوسرے جن شعرا کے نعتیہ کلام کے ترجمہ شامل ہیں:

پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ (کئی کتابوں کے مصنف و مؤلف، متعدد مضامین طبع ہوئے، ذاتی لائبریری میں، عربی، فارسی اور پشتو کے قریباً ۸۰ مخطوطات، ''اہم کتاب'' ''پشتو میں سیرت نگاری'' کوئٹہ ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء)۔

مُلا عبدالسلام اشیزئی (قاضی عبدالسلام بابا) علی کمیل قزلباش نصیب اللہ سیاب، گل خان حیرت، عصمت اللہ آزردہ علاؤالدین مجروح، عبدالرؤف خان رفیقی، سید عابد شاہ عابد۔

صاحبزادہ حمید اللہ کی ایک نسبتاً جدید نعت (جو مسدّس ترکیب کی صورت میں ہے۔) کے ترجمے کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیے۔

ہر شخص کو اپنی کھوئی ہوئی منزل مل گئی اور ہر ایک کو چین نصیب ہوا
اندھیرے اور گمراہی سے ہر شخص برکنار ہوا

ہرشخص کو اُس نے اندھیرے کے کار زار سے نکالا

رحمت و نعمت کی بدلیاں گُہر بار ہوئیں

اللہ کی قدرت کے قربان جاؤں اس کا کتنا فضل تھا

کہ انسان پر اُس نے اتنا بڑا احسان کر دیا

شمس الدین کاکڑ کے چند نعتیہ اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

اگر تو حضرت محمد ﷺ کا قُرب چاہتا ہے

تو ہمیشہ اُنہی کا خیال دل میں جاگزیں رکھ

دل کی آنکھ کو آئینہ بنا کر دیکھ تو تجھے

یقیناً محمد ﷺ کے جلوے نظر آئیں گے

تو درود پڑھ کر اور حساب لگا کر دعائیں مت مانگ بلکہ محمد ﷺ کا ورد کرتے ہوئے اپنی زبان خشک کر لے یعنی سُکھا دے۔

اس مقالے میں بلوچستان کی سطح پر براہوئی، بلوچی اور پشتو میں نثری سیرت نگاری کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ براہوئی، بلوچی اور پشتو کے شعراء کے نعتیہ کلام میں نبی آخر الزمان ﷺ کے اوصاف حمیدہ، خصائل پاکیزہ، دوسرے انبیاء پر آپ کا تفوق، دیگر اُمتوں پر اُمت محمدیؐ کی فضیلت، نبی اکرم ﷺ سے محبت و عقیدت کی برکات اور کثرت دُرود خوانی کی برکتیں اور رحمتیں جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا مشہور فرمان کہ ''قیامت کے دن مُجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مُجھ پر کثرت سے دُرود بھیجتا ہوگا'' بیان ہوئی ہیں۔

علاوہ ازیں روایات و بیانات میں حد اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ غیر معتبر اور غیر مصدقہ روایات سے اجتناب برتنے کی سعی کی گئی ہے۔ قرآن واحادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ دُرود و سلام عقیدت سے معمور ہیں۔

مختصراً براہوئی، بلوچی اور پشتو شعرا اور سیرت نگاروں کا کارواں خلوص، محبت اور عقیدت کشی کے پھول لیے ہوئے اور دل و جان سے ''اسوۂ حسنہ'' کو کہ اسی میں اُن کی اور دکھی انسانیت کی فلاح پوشیدہ ہے اپنانے کی تلقین کرتے ہوئے رواں دواں نظر آتا ہے۔

بقول عبدالقادر اثیر شاہوانی:

(ترجمہ)

مہر و محبت کی اُبھری ہے روشنی　　چاروں سمت پھیلی ہے روشنی
سب سے اُنچی ہے شان اُسکی　　عرش پر ہے اُس کا نام صل علیٰ صل علیٰ

براہوئی میں مولانا عبدالباقی درخانی کہتے ہیں:

زمین آسمان ستارہ ٹی محمد اس محمد اس
نافکرو اشارہ ٹی محمد اس محمد اس

ترجمہ: زمین، آسمان اور ستاروں میں محمدؐ ہی محمدؐ ہے اور ہمارے فکر و اشارہ میں محمدؐ ہی محمدؐ ہے۔

بقول محمد عبداللہ ذاکر:

(ترجمہ) سمجھنے کی بات یہ ہے کہ رسول کی محبت دراصل اللہ کی محبت ہے۔ دین (اسلام) میں راز کی بات یہی ہے اس سے بڑھ کر کوئی راز دین میں نہیں۔

جس ہستی مبارک کی وجہ سے یہ معزول شدہ (جس کی سرزنش کی گئی تھی) انسان دوبارہ عرش معلیٰ تک رسائی حاصل کر سکا ہے۔ میں (ذاکر) اس پر ہمیشہ درود و سلام بھیجتا رہوں گا۔